تبرکات کی شرعی حیثیت

از: مفتی محمد طارق محمود
مدرس ومعین مفتی جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

کسی ذات کے عشق کا لازمی تقاضا ہوتا ہے کہ اس سے تعلق رکھنے والی چیزوں سے بھی درجہ بدرجہ محبت ہو۔اس بنا پر رسول اللہ ﷺ کے عاشقوں کو آپ سے تعلق رکھنے والی چیزوں میں سب سے زیادہ محبت آپ ﷺ کے احکام سے ہوگی۔ پھر اپنے درجہ میں حضرات صحابہ وحضرات اہل بیت اور آپ کے نائبین ووارثین یعنی علما، اور اولیا، سے حتی کہ اپنے درجہ میں آپ ﷺ کے لباس تک سے محبت ہوگی۔اس بارے میں ناواقفیت سے کبھی افراط وتفریط بھی ہو جاتی ہے کبھی اعتقادی کبھی عملی۔ (مأخذہ: تمہید رسالہ بناء القبۃ علی نبأ الجبۃ، معارف اشرفیہ: ۸۳/۲۵) زیر نظر مضمون میں اسی افراط وتفریط کی اصلاح کے لیے تبرکات کی شرعی حیثیت واضح کی گئی ہے۔

اس مضمون کے ذیلی موضوعات کی فہرست یہ ہے: ا: صالحین کے آثار سے تبرک کی دلیل شرعی۔۲: تبرکات کا درجہ ثبوت معلوم ہونا۔۳: جن تبرکات نبویہ کی سند موجود ہو ان کے ساتھ معاملہ۔ ۴: جن تبرکات نبویہ کی سند نہیں، مگر تکذیب کی علامت بھی نہیں۔۵: شریعت کے احکام کی تعظیم تبرکا ت سے زیادہ ہے۔۶: تبرکات میں غلو کی اصلاح ضروری ہے۔۷: تبرکات کے ادب میں اعتدال کی ضرورت۔۸: نعل شریف کے نقش سے برکت حاصل کرنے کا حکم۔۹: بزرگوں کے تبرکات۔۱۰: تبرکات کے متفرق احکام۔

ا: صالحین کے آثار سے تبرک کی دلیل شرعی: نبی اکرم ﷺ نے اپنی صاحبزادی کے کفن کے لیے اپنا تہبند دیا تھا۔(صحیح بخاری: رقم الحدیث: ۱۲۵۳، مختصر) ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ صالحین کے آثار سے تبرک میں اصل ہے۔(فتح الباری: ۱۲۹/۳، ۱۳۰)

۲: تبرکات کا درجہ ثبوت معلوم ہونا: سب سے پہلی بات جو معلوم ہونی چاہیے وہ یہ ہے کہ اس تبرک کا ثبوت کس درجے میں ہے؛ تا کہ اعتقاد اور عمل میں اس کے درجۂ ثبوت کی رعایت کی

جاسکے۔ثبوت کی کل ۳ قسمیں ہیں۔۱: یقینی۔۲: ظنی۔۳: احتمالی۔تیسری قسم میں اگر تکذیب کی علامت ہوتو اس علامت کے درجے تک نفی کا اعتقاد لازم ہے۔(مأخذہ: تمہید رسالہ بناء القبۃ علی نبأ الجبۃ، معارف اشرفیہ: ۸۳/۲۵)

قابل اعتماد تاریخی ثبوت اور سند کے بغیر کسی بال کو رسول اللہ ﷺ کا موئے مبارک قرار دینا سنگین بات اور گناہ عظیم ہے۔(معارف الحدیث: ۴۰۵/۴)

۳: جن تبرکات نبویہ کی سند موجود ہو ان کے ساتھ معاملہ: جن تبرکات نبویہ کی سند موجود ہو متواتر یا خبر واحد ان کا اعتقاد درجہ ثبوت میں اور احترام بھی واجب ہے۔اور اس میں کمی کرنا گناہ ہے؛ البتہ اگر کسی کو سند ہی میں کلام ہو اس کا حکم حدیث مجروح جیسا ہوگا علماً اور عملاً۔(مأخذہ: بناء القبۃ علی نبأ الجبۃ، معارف اشرفیہ: ۹۷/۲۵)

۴: جن تبرکات نبویہ کی سند نہیں؛ مگر تکذیب کی علامت بھی نہیں: حضور ﷺ نے بہت مقدار میں اپنے موئے مبارک صحابہ رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرمائے ہیں اور ظاہر ہے کہ صحابہ شرقاً وغرباً منتشر ہوگئے تھے، تو اگر کہیں موئے مبارک پایا جائے تو جلدی سے اس کا انکار نہ کردیا جائے۔ بلکہ اگر سند صحیح سے اس کا پتہ معلوم ہو جائے تب تو اس کی تعظیم کی جائے ورنہ اگر یقینی دلیل افترا واختراع کی نہ ہو تو سکوت کیا جائے۔یعنی نہ تصدیق کی جائے نہ تکذیب۔مشتبہ امر میں شریعت نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے....(اہل کتاب کی باتوں سے متعلق) بلا دلیل مستقل کسی ایک جانب کی تعیین دشوار ہے؛ اس لیے توقف واجب ہے۔یہی حال موئے مبارک کا ہے کہ حضور ﷺ کا بال جہاں بھی ہوگا اس کی حفاظت کی گئی ہے؛ اس لیے عقل تقاضا کرتی ہے کہ اس میں سے کچھ بقایا ضرور موجود ہوگی؛ مگر آج کل جھوٹ کا بھی بازار گرم ہے۔یہ بھی شبہ ہے کہ طمع دنیا سے کہیں جھوٹ موٹ نہ دعوی کیا گیا ہو؛ اس لیے اس کے بارے میں بھی توقف واجب ہے۔نہ تصدیق کی جائے نہ تکذیب؛ مگر سنا ہے مدینہ شریف میں موئے مبارک بسند معتبر موجود ہے۔(خطبات حکیم الامت: ۱۹۲/۳۱، ۱۹۳)

جیسے مختلف فیہ سید کا اگر کوئی ادب کرے تو کوئی گناہ نہیں، بشرطیکہ احکام شرعیہ سے تجاوز نہ کرے۔اور اگر کوئی اس کی سیادت کی نفی کرے؛ مگر اہانت نہ کرے تو بھی کوئی حرج نہیں۔بس (یہی) اس جبہ شریف کے متعلق سمجھ لیا جائے۔میں نے ایک مرتبہ حضرت مولانا گنگوہی کو ایک عریضہ لکھا۔جس میں سب واقعات کی کیفیت لکھ کر استفسار کیا۔حضرت نے جواب میں لکھا کہ اگر منکرات سے خالی زیارت میسر ہو سکے تو ہرگز دریغ نہ کریں.....محتمل کے ساتھ حقیقت کا سا معاملہ نہ کرنا وہاں

ہے جہاں امارات تکذیب کی ہوں اور جہاں امارات تکذیب نہ ہوں وہاں (حقیقت کا سا معاملہ) کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (ملفوظات حکیم الامت: ۳۴۹/۵،ملفوظ: ۳۹۵ ملخصا)

احتمال کے ساتھ حقیقت کا سا معاملہ کرنا جب کہ وہ احتمال ناشی عن دلیل ہو اگر چہ دلیل ضعیف ہی ہو اور اس میں کوئی محذور شرعی نہ ہو اقرب الی الاحتیاط ہے۔اس دستورالعمل کی تائید حدیث صحیح سے ہوتی ہے۔ (بناء القبۃ علی نبأ الجبۃ، معارف اشرفیہ: ۹۴/۲۵، ۹۵)

۵: شریعت کے احکام کی تعظیم تبرکات سے زیادہ ہے: اگر کسی مقتدا کے توسع کرنے سے عوام کے حدود سے نکلنے کا خطرہ ہو وہاں مقتدا کو توسع سے رکنا ضروری ہے؛ کیونکہ احکام کی حفاظت وحمایت تبرکات کی زیارت ورعایت سے زیادہ ضروری ہے اور عوام کے دین کی حفاظت یہ بھی حکم شرعی ہے۔ دیکھیے سید العاشقین حضرت خواجہ اویس قرنی رحمہ اللہ، باوجود اس کے کہ انھوں نے حضور ﷺ کا زمانہ پایا؛ مگر والدہ کی خدمت کے سبب، کہ وہ حکم شرعی تھا؛ کیونکہ وہ محتاج تھیں اور دوسرا کوئی خادم نہ تھا، عمر بھر آتش فراق میں جلتے رہے اور حضور ﷺ کی زیارت نہ کی اور عاشق صادق کا حق ادا کر کے دکھلا دیا۔ جب احکام، زیارت ذات پر مقدم ہیں تو زیارت تبرکات پر تو کیوں مقدم نہ ہوں گے؟ (مأخذہ: بناء القبۃ علی نبأ الجبۃ، معارف اشرفیہ: ۸۹/۲۵)

آج کل لوگ باوجود اس کے کہ احکام شرعیہ کی نسبت حضور ﷺ کی طرف دوسری منسوب چیزوں سے زیادہ ہے؛ مگر ان کی وقعت نہیں کرتے؛ حالانکہ، وہ سب سے زیادہ قابل احترام ہیں۔ (ملفوظات حکیم الامت: ۲۴۷/۱۰)

۶: تبرکات میں غلو کی اصلاح ضروری: ایک روز مولانا محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ وعظ فرما رہے تھے۔اتنے میں تبرکات نکلے اور لوگ ان کے ساتھ بہت زور شور سے نعت پڑھتے ہوئے آئے؛ مگر مولانا نے التفات نہیں کیا۔ یہ بات لوگوں کو ناگوار ہوئی اور انھوں نے یہ کہا کہ مولانا آپ کیا کر رہے ہیں؟ اٹھیے اور جناب رسول اللہ ﷺ کے تبرکات کی تعظیم دیجیے۔ مولانا اس پر بھی نہ اٹھے۔اس پر لوگوں کو اور اشتعال آیا اور انھوں نے سختی سے کہا۔اس پر مولانا نے فرمایا: اول تو یہ تبرکات مصنوعی ہیں، پھر میں اس وقت بحیثیت نیابت رسول ﷺ فرض تبلیغ انجام دے رہا ہوں، لہٰذا میں نہیں اٹھ سکتا۔اس جواب کو سن کر اور شغب ہوا اور فساد تک نوبت پہنچی؛ مگر چونکہ مولانا کے ساتھ بھی فدائی بہت تھے اس لیے فساد نے کوئی خطرناک صورت اختیار نہیں کی اور صرف زبانی ہی تو تو میں میں تک قصہ رہ گیا۔

جب بادشاہ تک مولانا کی شکایتیں پہنچیں تو اس نے آپ کو بلوایا اور واقعے کی تفصیل دریافت

کی۔مولانا نے پورا واقعہ بیان فرمادیا اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ تبرکات مصنوعی ہیں اور ان کی تعظیم ہمارے ذمے نہیں ہے۔اکبرشاہ نے کسی قدر تیز لہجہ میں کہا کہ عجیب بات ہے کہ آپ ان کو مصنوعی کہتے ہیں! مولانا نے فرمایا کہ اس کا ثبوت یہ ہے کہ سال بھر میں دو دفعہ وہ تبرکات آپ کی زیارت کے لیے آتے ہیں اور آپ ایک دفعہ بھی ان کی زیارت کے لیے تشریف نہیں لے گئے۔یہ سن کر اکبرشاہ چپ رہ گیا۔اس کے بعد مولانا نے کسی سے فرمایا کہ ذرا قرآن شریف اور بخاری شریف لاؤ۔آپ نے ان کو ہاتھ میں لے کر واپس کرایا اور یہ تقریر فرمائی کہ اول تو ان تبرکات میں یہی کلام ہے کہ وہ مصنوعی ہیں یا اصلی؟ لیکن اگر ان کو واقعی بھی مان لیا جائے تب بھی اکثر تبرکات جیسے چادر اور قدم وغیرہ ایسے ہیں کہ ان میں کوئی ذاتی شرف نہیں؛ بلکہ صرف تعلق سے شرف آیا ہے؛ لیکن قرآن شریف کے کلام اللہ اور بخاری شریف کے کلام رسول ہونے میں شبہ نہیں اور کلام اللہ اور کلام رسول کے جناب رسول اللہ ﷺ کی اوڑھی ہوئی چادر وغیرہ سے اشرف ہونے میں کلام نہیں ہوسکتا؛ مگر باوجود ان سب باتوں کے کلامِ خدا اور کلام رسول تمھارے سامنے آیا؛ مگر تم لوگوں نے اسے کوئی تعظیم نہ دی بلکہ اسی طرح بیٹھے رہے۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ لوگ ان تبرکات کی تعظیم ان کے شرف کی وجہ سے نہیں کرتے؛ بلکہ محض رسم پرستی ہے اور کچھ نہیں۔حضرت نے یہ مضمون نہایت بسط اور واضح تقریر میں ادا فرمایا۔جب مولانا تقریر فرمارہے تھے تو بادشاہ گردن جھکائے ہوئے خاموش بیٹھا تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔(ارواح ثلاثہ:ص ۵۶-۵۹ ملخصا)

موضع گڑھی خام ضلع مظفرنگر میں ایک واعظ پہنچے۔وعظ میں بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کے ایک ملبوس خاص کا لفافہ جو ہر سال بدلا جاتا ہے، دیوبند کے مدرسہ میں آیا ہے۔اور وہ اس قدر فضیلت کی چیز ہے اس کی زیارت کرنا چاہیے۔اسے سن کر تمام گڑھی کے زن و مرد صحیح و مریض سفر دیوبند کے لیے تیار ہوگئے؛ مگر بعض دانش مندوں کی یہ رائے ہوئی کہ اول حضرت مولانا سے اس کی تحقیق کرلی جائے؛ چنانچہ وہ کئی آدمی تھانہ بھون حاضر ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ زیارت اس کی ضرور موجب برکت ہے؛ مگر اتنا اہتمام کہ سفر کرکے جایا جائے ٹھیک نہیں۔یہ اس کا عرس بنانا ہے۔جب کبھی ایک دو آدمی دیوبند جائیں تو زیارت کرنے میں مضائقہ نہیں۔بہیئت مجموعی سفر نہ کیا جائے۔بدعت اسی طرح شروع ہوا کرتی ہے۔اگر وہ اصلی ملبوس شریف بھی ہوتا تب بھی اتنا اجتماع خالی از فتنہ نہیں۔اور فرمایا کہ یہ خرابی ان ناعاقبت اندیش واعظوں کی ہے کہ اپنی گرم بازاری کے لیے آتش دوزخ سے نجات دیتے پھرتے ہیں۔(ملفوظات حکیم الامت: ۳۳/۲۹) اس سے معلوم ہوا کہ زیارت تبرکات

کے لیے اہتمام کرکے سفر کرنا بھی غلو اور بدعت کا پیش خیمہ ہے۔

۷: تبرکات کے ادب میں اعتدال کی ضرورت: (تبرکات کی) نہ تعظیم میں غلو کیا جائے جس سے شرک و بدعت کی نوبت پہنچ جائے۔ نہ کسی قسم کی اہانت کی جائے۔ ہر حال میں اعتدال ملحوظ رہے علماً بھی عملاً بھی۔ (مأخذہ: بناء القبۃ علی نبأ الجبۃ، معارف اشرفیہ: ۸۷/۲۵)

۸: نعل شریف کے نقش سے برکت حاصل کرنے کا حکم: حضرت تھانوی قدس سرہ نے اپنے رسالے نیل الشفاء بنعل المصطفی ﷺ میں مخصوص شرائط کے ساتھ اس کی اجازت دی تھی۔ لیکن بعد میں عوام کے مفاسد کی وجہ سے اس سے رجوع فرمالیا تھا۔ (دیکھیے: امداد الفتاوی: ۳۷۸/۴، کفایۃ المفتی: ۸۹/۲-۹۹)

۹: بزرگوں کے تبرکات: حضرت تھانوی قدس سرہ نے فرمایا: قلب کا اثر انسان کے کلام اور لباس تک ظاہر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل اللہ کے تبرکات میں اثر ہوتا ہے اور صحبت میں اس سے زیادہ اثر ہوتا ہے۔ اور فرمایا: بزرگوں کی صحبت و زیارت بڑی چیز ہے۔ ان کا تو تصور بھی نافع ہے۔ اور یہی اصل ہے تبرکات کی؛ کیونکہ ان کی چیزوں کو دیکھ کر ان کی یاد تازہ ہوتی ہے اور ان کی یاد سے دل میں نور آتا ہے۔ حق تعالی کے ساتھ تعلق پیدا ہوتا ہے۔ (ملفوظات حکیم الامت: ۱۰۹/۲۳)

اور فرمایا: تبرک کوئی کہاں تک تقسیم کرے؟ عمدہ ترکیب یہ ہے کہ جو چیز تبرکاً لینی ہو وہ لاکر دے دی اور بعد چندے استعمال کے اس کو لے لے۔ عرب میں یہی طریقہ ہے تبرک کا کہ اپنے پاس سے کوئی چیز لائے کہ اس کو استعمال کیجیے، پھر ہمیں دیدیجیے..... مجمع میں سے کسی نے حضرت والا سے پوچھا کہ اپنی چیز لاکر دینے اور واپس لینے سے وہ تبرک تو نہ ہوا جس کو لوگ چاہتے ہیں کہ اپنی کوئی چیز دیں۔ یہ تو جب ہی ہوسکتا ہے جب اپنی ملک میں سے کوئی چیز دیں۔ فرمایا وہ تو بہت سہل بات ہے۔ ترکیب یہ ہے کہ وہ چیز ان کی ملک کردے۔ (ملفوظات حکیم الامت: ۱۶۷/۲۰)

فرمایا: کہنے کی بات نہیں، مجھے بھی شبہ تھا کہ تبرکات میں کیا اثر ہوگا؟ مگر قصہ یہ پیش آیا کہ کیرانہ میں ایک بزرگ تھے۔ قوم کے وہ گوجر تھے۔ انھوں نے مجھ کو ایک چوغہ بنا کر بھیجا۔ میری عادت چوغہ پہننے کی نہیں ہے۔ مگر تبرکاً رات کو پہن لیتا تھا۔ کئی دن کے بعد یہ بات معلوم ہوئی کہ جب تک وہ چوغہ بدن پر رہتا وسوسہ معصیت کا نہ آتا تھا۔ فرمایا مگر باوجود اس کے مجھے زیادہ دلچسپی نہیں تبرکات سے۔ حضرت حاجی صاحب کے تبرکات میں نے سب بانٹ دیے۔ میں نے ان کو اس طرح نہ رکھا جیسے لوگ رکھتے ہیں۔ اعمال سے بھی زیادہ ان کی تعظیم میں غلو کرتے ہیں۔ اصل چیز اعمال ہیں۔ ان کا

اہتمام چاہیے....حضرت (حاجی صاحب) کے مذاق سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا زیادہ اہتمام پسند نہ تھا۔ ربطِ قلوب چاہیے۔ اس سے کام ہوتا ہے۔ نہ یہ کہ نماز نہ روزہ۔ بس موئے مبارک لے کر بیٹھ گئے! (ملفوظات حکیم الامت: ۲۰/ ۱۶۷، ۱۶۸)

حضرت تھانوی قدس سرہ کا ارشاد ہے: (مجھے) بزرگوں کے تبرکات کے ساتھ شغف نہیں، مثلاً کرتہ وغیرہ۔ یہ خیال ہوتا ہے کہ اس میں کیا رکھا ہے؟ اصل چیز تو بزرگوں کا اتباع ہے۔ گو برکت کا میں نے خود مشاہدہ بھی کیا ہے؛ لیکن اہتمام جس کو کہتے ہیں وہ قلب میں نہیں، ویسے برکت کا معتقد ہوں؛ لیکن قلب اس کو لیتا نہیں۔ سمجھتا ہوں کہ ہاں ایک برکت کی چیز ہے۔ پھر فرمایا: بس میرے قلب میں تبرکات کا وہی درجہ ہے عملاً بھی جو شریعت میں ان کا درجہ ہے۔ (ملفوظات حکیم الامت: ۱۷/ ۲۷۸)

اور فرمایا: حضرت حاجی صاحب اپنے خادموں کے لیے قیمتی قیمتی چیزیں بھیجا کرتے تھے۔ کہیں تو مرید دیتا ہے پیر کو۔ وہاں پیر دیتے تھے مریدوں کو۔ میرے پاس کئی چیزیں تھیں تبرکات کے طریقہ پر جو حضرت نے عطا کی تھیں؛ مگر میں نے سب تقسیم کردیں دوستوں کو؛ تاکہ میرے بعد کوئی ان کی دکان نہ بنالے۔ (ملفوظات حکیم الامت: ۲۵/ ۶۰)

۱۰: تبرکات کے متفرق احکام: ۱: تبرکات سے برکت حاصل کرنے کا ایک یہ طریقہ بھی ہے کہ بعد موت کے اس کو کفن میں رکھ دیا جائے؛ مگر اس سے قرآن اور دعاؤں کی کتابوں کا کفن میں رکھنا جائز نہ ہوگا۔ (خطبات حکیم الامت: ۳۱/ ۱۹۴)

۲: جو تبرکات انسانی جزء ہیں جیسے بال، ناخن وغیرہ خواہ انبیاء کے ہوں یا غیر انبیاء کے، وہ کسی کی ملک نہیں؛ بلکہ وقف ہیں، اور ان کے محافظ و نگران متولی ہیں۔ (مأخذہ: بناء القبۃ علی نبأ الجبۃ، معارف اشرفیہ: ۲۵/ ۹۶)

۳: تبرکات کی زیارت پر معاوضہ لینا جائز نہیں۔ (مأخذہ: بناء القبۃ علی نبأ الجبۃ، معارف اشرفیہ: ۲۵/ ۹۷)

۴: تبرکات کی نذر نہ مانی جائے؛ کیونکہ نذر عبادت ہے اور عبادت مخلوق کے لیے نہیں ہوسکتی۔ (مأخذہ: بناء القبۃ علی نبأ الجبۃ، معارف اشرفیہ: ۲۵/ ۸۷)

۵: کسی مقتدا یا ذی اثر کے تبرکات کی زیارت میں شرکت سے عوام کسی غلطی میں پڑ جائیں تو وہ اعلانیہ شرکت سے بچے۔ ((مأخذہ: بناء القبۃ علی نبأ الجبۃ، معارف اشرفیہ: ۲۵/ ۹۸)

۶: تبرکات پر عطر وغیرہ ملنا مضائقہ نہیں؛ البتہ پھول چڑھانا چونکہ اہلِ بدعت کا شعار ہوگیا ہے

لہٰذا اچھا نہیں۔((مأخذہ: رسالہ بناء القبۃ علی نبأ الجبۃ، معارف اشرفیہ:۹۸/۲۵)

۷: موئے مبارک کی زیارت کے لیے زیارت گاہیں قائم کرنا اور زیارت کے لیے خاص ایام میں مردوں عورتوں کا جمع ہونا اور اس واسطے منت ونذر ماننا جائز نہیں۔ یہ سب امور بدعت ہیں۔ (امدادالاحکام:۲۱۲/۱)

۸: بزرگوں کے تبرکات میں ایک عام بے عنوانی ہورہی ہے کہ ان میں میراث جاری نہیں کرتے؛ حالانکہ وہ کسی کی ملک ہی تھے؛اس لیے کسی ایک کا مثلاً صاحب سجادہ کا ان پر قبضہ رکھنا جائز نہیں۔سندھ میں ایک بزرگ نے جو کہ پیر جھنڈا مشہور ہیں، اپنے اخیر وقت میں اپنے ورثاء کو وصیت کی تھی کہ میرے بعد جو معاملات پیش آئیں تھانہ بھون سے فتوی منگا کر عمل کرنا۔ان کے یہاں تبرکات بھی تھے۔میں نے ان کے متعلق بھی ان لوگوں کو لکھ دیا تھا کہ ان میں میراث جاری کرنا واجب ہے۔اور وقف کی تاویل اس لیے نہیں ہوسکتی کہ منقول غیر معتادالوقف کا وقف جائز نہیں؛مگر کوئی جواب نہیں آیا۔(ملفوظات حکیم الامت:۵۴/۲۶) فرمایا: اگر ایک ہی وارث قبضہ کرلے تو وہ مغصوب ہوجائیں گے۔پھر مجھ کو ان کی زیارت کے جواز میں بھی شبہ ہوگیا ہے؛ کیونکہ انتفاع عن المغصوب جائز نہیں۔(ملفوظات حکیم الامت:۲۴۱/۲۶)

۹: ایک رئیس زادہ کا ایک اونی کرتہ دیا ہوا ان کی رضامندی سے بعد استعمال (حضرت تھانوی قدس سرہ نے) واپس فرمایا، تو اس خیال سے کہ ان صاحب کی دل شکنی نہ ہو یہ تحریر فرمایا کہ اس کو بطور یادگار محبت کے اپنے پاس رکھیے۔پھر فرمایا کہ میں نے یہ الفاظ ان کی خاطر سے لکھ دیے؛ تاکہ ان کو واپس لینے میں عار نہ ہو۔اس پر عرض کیا گیا کہ وہ تو اس کو تبرک سمجھیں گے۔فرمایا: وہ جو کچھ چاہیں سمجھیں۔باقی میں نے اسی لیے یادگار محبت کا لفظ لکھا ہے کہ اپنی چیز کو تبرکاً دینا حرام ہے۔یہ میں نے فتوی کی شکل میں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی سے سنا ہے۔جس کی وجہ یہ فرماتے تھے کہ اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ اس نے اپنے کو بزرگ سمجھا؛ حالانکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: فلاتزکوا انفسکم۔اپنی چیز کو تبرکاً دینا کبر ہے اور دعوی ہے بزرگی کا جو حرام ہے۔تبرک کے متعلق تو یہ فتوی مولانا سے سنا۔اور کشف کے متعلق ایک امی بزرگ کا یہ قول نظر سے گزرا کہ اگر کسی کو دوسرے کے معائب (عیوب) کا کشف ہونے لگے تو اس کو چاہیے کہ فوراً اپنی توجہ ہٹائے؛ کیونکہ اس میں خوض کرنا یہ بھی تجسس میں داخل ہے جو ازروئے آیت لاتجسسوا حرام ہے۔(ملفوظات حکیم الامت:۱۰۴/۱۰،۱۰۵)